

ہو ہو ہو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش از ہمہ شاہان غیور آمدہ ہر چند کہ آخر بظہور آمدہ  
اسے ختم سل قرآن معلوم شدہ دیر آمدہ زراہ دور آمدہ

بِسْمِ السَّلَوٰکِ

(مصنف)

حضرت سیدنا ابوالعلا رضی اللہ عنہ

مترجمہ مولوی تنظور احمد ضاناظر

در بیان مراتب فنا و وصول الی اللہ تعالیٰ ہے۔

اس واجب الوجود کی حمد کے بعد کہ جو جملہ موجودات عالم کی

ہزار ہا صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے  
 ذات نے اس کی ہر اک شکل میں کی جلوہ گری  
 شکل آدم میں کبھی صورت، حوا میں کبھی  
 اور اس بے چون و بے چلوں کے شکر کے بعد کہ جو صد ہزار  
 چوٹی اور چوٹوں میں ظاہر ہوا اور جس کا تیغ موجود نہیں ہے  
 تعجب ہے کہ بے رنگی میں اس کی زندگیوں لاکھوں  
 بڑی حیرت اس شکل کی ہیں سو تین لاکھوں  
 بلند و پست جو کچھ بھی ہے وہ سب ہمراہوست  
 وہی ہمسایہ ہمیشہ ہمراہ ہے گدا بھی وہی وہی ہر شاہ  
 جلوت فرق ہو کہ جلوت جمیع ہے وہی : ہر سرحد و اند  
 درو و اس چھپتے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و اصحابہ وسلم

پر کہ جس کے پیدا کرنے کے ارادہ پر جملہ موجودات کی ایجاد ہوئی ہے  
 یا جسے صفیٰ صمد و محمود آپ ہیں ۛ ایجاد کائنات کے مقصود آپ ہیں  
 اس کے بعد فقیر حقیر دل شکستہ اور خودی سے رہائی  
 پایا ہو یا ابوالعلا احرار می الحسینی عرض کرتا ہے کہ یہ رسالہ  
 مراتب فنا اور وصول الی اللہ تعالیٰ کے بیان میں ہے جو  
 طالب کہ اس کے طریق پر سلوک اختیار کرے اور جیسی  
 کہ چاہئے کوشش کرے اسید قوی ہے کہ مقصود حقیقی سے کہ  
 وصول بحق ہے شرف یاب ہوگا۔

اب جان اسے بھائی کہ فنا ہے اعظم جو وصولِ اعلیٰ  
 مقامات فقر ہے تین قسم پر مشتمل ہے۔

پہلی فنا فی الافعال۔ دوسری فنا فی الصفات۔ تیسری

فنا فی الذات۔

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا خود اپنے اور جملہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے یعنی اپنے اور جملہ عالم کے جملہ حرکات و سکنات و افعال کو جو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب کیا کرتا ہے اور خود اپنے اور دوسروں کے سمجھا کرتا ہے سب کے سب کو اللہ کے ساتھ منسوب کرنا اور ان کے افعال جاننا اور ان سب کو اللہ کی طرف سے جاننا اور اپنے افعال کا تعلق اللہ سے ایسا ہی خیال کرنا کہ جیسا کبھی کی حرکت کا تعلق

فنا فی الافعال سے مراد سالک کا اپنے آپ کو خود اپنے اختیار سے اور جملہ عالم کو خود اس کے دھندہ عالم کے اختیار سے باہر جاتا ہے۔



کھولنے والے کے ہاتھ یا مروہ کی حرکت کا غسال کے ہاتھ سے  
 اور کسی چیز اور حرکت کو کسی اور سے منسوب نہ کرنا کیونکہ ایسا  
 کرنا اس گروہ کے پاس شرک اور کفر ہے۔

ہے اس میں شرک کی اک نوع پنہاں گر کہے کوئی  
 ستیا زید نے مجھ کو عمرو نے کر دیا زخمی  
 سے دانہ صیاد ازل نے جب کبھی ردام پر  
 اک پرندہ آ پھنسا نام اس کا رکھا آدمی  
 نیک و بد جو کچھ گزرتا ہے جہان میں سب کا سب

کر کے اور دن کا بہانہ کر رہا ہے آپ ہی  
 سے کمان میں تیر ہے مد اصل خود اس صلیب کی  
 کمان ابرو معشوق کا لیکن بہانہ ہے

فنا فی الصفات سے مراد سالک کا خود اپنے اور دوسروں

کے بار صفات کو الٹ کے صفات جانتا ہے یعنی سراسی اپنی اور دوسروں کی صفت کو جو صفات حیات - علم - ارادہ

قدرت - سمع - بصر اور کلام سے متعلق ہو۔ اپنی اور دوسروں

کی صفت جانتا اور جس کو خود اپنے آپ سے اور دوسروں سے

منسوب کرتا ہے اور اپنی اور دوسروں کی بادولت اس کا وجود

سمجھتا ہے اللہ سے منسوب کرنا اور اللہ کی صفت جانتا اور مرکز

اپنے آپ سے اور دوسروں سے منسوب نہ کرنا کیونکہ یہ بھی

اس بلند پایہ گروہ کے پاس شرک عظیم ہے۔

سرزبان سے بولتا سرکان سے سننا مولا میں

ہے تعجب کان ہی ظاہر میں سمیٹنے زبان

نقل ہے کہ جب سلطان العارضین حضرت خواجہ  
 بایزید بسطامی قدس اللہ سرہ العزیز نے دارِ فنا سے دارِ بقا  
 کا سفر فرمایا ان کی روح پاک سے خطاب ہوا کہ اے  
 بایزید ہماری درگاہ میں کیا تحفہ لایا ہے؟ عرض کی خداوند  
 توحید لایا ہوں جواب آیا اَنْ كُنَّا لَيْلَةً اللَّيْلَيْنِ یعنی یاد کر  
 دودھ والی رات کو کہ ایک رات تو نے دودھ پیا تھا اور  
 تیرے پیٹھ میں درد ہو رہا تھا کسی نے پوچھا کہ آپ کے پیٹ  
 میں درد کیوں ہو رہا ہے تو نے جواب دیا کہ آج رات میں  
 نے دودھ پیا تھا۔ اس لئے میرے پیٹ میں درد ہو رہا ہے  
 تو نے پیٹ کے درد کو دودھ سے منسوب کیا پھر اب کہتا ہے  
 کہ توحید لایا ہوں سے

کسی سچے نے کیا کہدی سیچ بات

کہ ہے توحید اسقاط اضافات

سبحان اللہ تعالیٰ شانہ سلطان العارفین کی صرف  
ایک ہی نسبت بہ غیر حق پران کی توحید کو توڑ ڈالا اور شرک  
میں شمار صد افسوس دوسروں کا کیا حال ہو گا جو ہمیشہ ہی  
اس بلا میں مبتلا ہیں :

حق سبحانہ جل شانہ اپنے کلام مجید میں فرماتا ہے۔  
مَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللَّهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ

یعنی بہت سارے لوگ ایسے ہیں کہ ایمان لائے ہیں مگر

در اصل مشرک ہیں ۔

جب تک ای عادت ہی رہی تری ہر شیطان منافق ہے تو وہ شیطان نہیں ہے

فنا فی الذات سے سالک کا اپنی اور جملہ عالم کی ذات  
کو اللہ کی ذات دیکھنا اور جانتا مراد ہے یعنی سالک جو یہ جانتا  
ہے کہ میں میں ہوں اور عالم عالم ہے تحقیق کے ساتھ جانتا اور  
دیکھتا کہ اللہ ہے اور یقین کے ساتھ جانتا اور تصور کرنا کہ حضرت  
حق تعالیٰ مرتبہ اطلاق سے نزول فرما کر ان انواع و اقسام  
کی صورتوں اور شکلوں میں ظاہر ہوا ہے سب کچھ وہی ہے۔  
اس کا غیر حق موجود نہیں۔

دیکھتا جو کچھ ہے تو سب یار ہے

غیر اس کا وہم اور پندار ہے

جلوہ زاوہو معکم کا جمال

کب ہر اک میں طاقت دیدار ہے



اسی موقع پر حضرت علی کرم اللہ وجہہ تے فرمایا ہے ۔  
 مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ۔ جس نے پہچانا  
 اپنے نفس کو تحقیق اس نے پہچانا اپنے رب کو (یعنی جو شخص کہ اپنے  
 آپ کو یہ جان لے کہ میں نہیں ہوں حق ہوں جو اس صورت میں  
 ظاہر ہوا ہوں اس نے حقیقت میں پہچاں لیا اپنے رب کو اور یہ بھی فرمایا

لَمْ يَكُنْ عَرَفَ نَفْسَهُ بِالْعِلْمِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْقَدَمِ مَنْ عَرَفَ  
 نَفْسَهُ بِالنَّقْصِ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ بِالْكَمَالِ وغیرہ یعنی جب اپنے نقص و زوال و محدودیت و  
 عدم مریگی۔ جمالت بجزوری ناتوانی و کمزوری کو مریگی کا علم ہوا تو اللہ تعالیٰ کے کمال و عدم شیا و علم  
 و محدودیت و قدرت و سماعت و عبارت و کلام کے صفات سے واقف ہوا، وہ پہچاننا کی شے  
 کا کمال و عدم مریگی شے کے نقص و زوال سے پہچاننا جاتا ہے ۔

عَرَفْتُ رَبِّي بِرَبِّي دُبَّحَانِیْنِ نے اپنے رب کو اپنے رب سے  
 یعنی جب تک کہ میں تھا حق کو نہ پہچانتا تھا جبکہ اپنے آپ  
 کو حق جان لیا اور اپنے آپ سے جا چکا حق نے حق کو پہچان  
 لیا ہے

جب تلک تو ہے پتہ حق کا نہ ہرگز پایگا  
 جب نہ ہوگا تو خدا غور و نما ہو جائیگا  
 اس معرفت اور فنا کے حاصل کرنے کی ایک ترتیب ہے  
 اس ترتیب کے ساتھ سلوک اختیار کرنے سے مقصود اعظم  
 کہ خدا شناسی اور وصول الی اللہ ہے حاصل ہوگا ترتیب یہ ہے۔

۵ بندہ کا کہان مقدور و موصوف ہے کہ اللہ تعالیٰ کو پہچانے۔

ساک کو پہلے چاہئے کہ تمام عالم کو ایک آئینہ فرض کرے  
اور اس میں ہمیشہ جمال حق کو دیکھا کرے اور اس خیال  
میں اس قدر استعدا اور سرگرم ہو کہ دم بھر کو دیدہ و دل سے دور  
ہونے لگے۔

وہ مگن ہے جس صورت پر کی : ہر طرح سے آئینہ میں دیکھ لی  
اس خیال کی انتہا پر سمیت ساری چیزیں نمودار ہوں گی۔  
اور طرح طرح کی لذتیں، رضا رنگ کیفیتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد ساک کو ترقی کرنا اس مرتبہ سے پرتر مقام  
پہنچانا اور تمام کو حق دیکھنا اور حق جاننا اور ایسا تصور کرنا چاہئے  
کہ یہ سب کچھ حق ہے جو ان صورتوں اور شکلوں میں ہی حاضر  
ہوتا ہے۔

تیرے جانب کس طرح ہو کوئی سیر  
 کب ہے خالی تجھ سے مسجد ہو کہ دیر  
 طالب و مطلوب دیکھے رکے سب

تو ہی تو ہے کب سے تیرا کوئی غیر؟  
 اسکی غیرت نے جہاں میں غیر چھوڑا ہی نہیں  
 اس لئے وہ خود ہی صین حملہ اشیا ہو گیا

اس تصور اور خیال میں ہمیشہ ایسا مصروف اور پابند رہنا  
 چاہئے کہ کسی ساعت اور کسی آن اس سے خالی نہ رہا جائے  
 اور اس باب میں کوشش اور سعی ملینج کرنا چاہئے کیونکہ کوئی مقصود  
 بغیر کوشش اور تلاش کے نہیں مل سکتا کوشش وہ شے ہے کہ  
 آدمی کو مقصود تک پہنچا دیتی ہے۔ کوشش کرتا اور قلیل و قال

چھوڑ دینا چاہئے تاکہ دل و دیرہ اللہ کے تصور میں مستغرق رہے  
 اس تصور کی انتہا پر اور بہت ساری چیزیں نظر آئیں گی۔  
 اور طرح طرح کی لذتیں حاصل ہوں گی۔

اس کے بعد سالک کو اس سے بھی آگے ترقی کرنا اس  
 مرتبہ سے برتر مقام پر آنا اپنے آپ کو درمیان سے اٹھا دینا اور  
 اپنے وجود ہی کی نفی اور حق کے اثبات کی کوشش کرنا چاہئے۔  
 یعنی آنکھ بند کر کے یہ تصور کرنا چاہئے کہ جس کو کہ میں سمجھا کرتا تھا  
 میں نہیں حق ہے جو اس صورت میں ظاہر ہوا ہے۔

چند روز اس تصور میں حدود و مہم صرف اور پابند رہنا چاہئے  
 تاکہ خود کو بھول جایا کرے۔ اور خود کو اور محلہ عالم کو حق جانا جائے  
 اور حق دیکھا جائے۔



ساکب جب اس تصور میں خودی سے گزر جائیگا اس کے  
 باطن سے جس طرح کہ اس خودی سے رہائی پائے ہوئے فقیہ کے  
 باطن سے نکلتا ہے یہ ترانہ نکلیگا۔

محو حیرت ہوں کہ جس کو میں "کہا کرتا تھا میں  
 بڑھوٹا ہوتا تھا پھر تاہوں خود اس کو وہ میں "اب کیا ہوا  
 جب یہ تصور اس قدر غالب ہو گیا کہ ساکب خود کو بھول گیا۔  
 تب دیکھنے والا اور دکھائی دینے والا ایک ہو گیا اور پردہ اٹھ گیا  
 اور وصول حق حاصل ہو گیا۔

خود ہی شاید خود شہرہ بھی : غیر اس کا ہے کہیں موجود بھی؟  
 سے دن بھر ترے ساتھ تھا خبر کی دہی

شب ساتھ رہا اوتگے میں رات کٹی

جو کچھ ہے سو میں ہوں یہ گمان تھا مجھ کو

میں جلد تو ہی تو تھا حقیقت جو کھلی

میرا معشوق عیاں تھا مجھے معلوم تھا بلکہ خود مجھ میں نہاں تھا مجھے معلوم تھا

میت سمجھا کہ طلب اس کا دیگی مجھے یہ غلط وہم و گمان تھا مجھے معلوم تھا

یعنی بخود ہوتا۔ خود سے گزر جانا اور نسبت ہو جانا ہی اللہ کے

طالبوں کا مقصود اور مطلوب ہے اور یہی ہے انتہا اور کمال فقر کا۔

ساکت کا اس مقام پر پہنچنا مقام فنا فی اللہ پر پہنچنا ہے

جس کا کہ فنا شیوہ ہوا و فقرائیں : گو معرفت دیں نہ ہوا و کشف یقین

وہ اٹھ گیا در بیان سے اللہ رب : الْفَقْرُ اِنَّهُ هُوَ اللّٰهُ ہے ہیں

اسی موقع پر فرمایا ہے کہ صوفی وہ نہیں ہے جو بہت ساری

چلکشیاں اور یا غصتیں کرے اور گوشہ نشینی اختیار کرے

بلکہ صوفی وہ ہے کہ خود نہ رہے۔ اس مقام پر کل شئی کھا لک الّا  
 وَجْهَهُ كُلِّ شَيْءٍ رَّجِعَ إِلَى أَصْلِهِ اسْتَعَاذَ بِهِ الرَّجُوعُ إِلَى اللَّهِ  
 بِاللّٰهِ تعالیٰ بکار از فاش موتا ہے حق سبحانہ تعالیٰ اپنے حبلہ علیہ السلام  
 کو اس مقصود تک ضرور پہنچائے بحق البنی وآلہ الامجاد صلی اللہ  
 تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہ واصحابہ وسلم۔

### غزل شیخ ابراہیم عراقی رحمۃ اللہ علیہ

نختین بادہ کا نذر جام کر دند	ز چشم مست ساقی دام کر دند
برائے صید مرغ جان شائق	زدلف ماہر ویاں دام کر دند
بجالم سر کجبار نج ملامت	بہم بر دند و عشقش نام کر دند
زہر نقلستان از لب چشم	مہیا شکر و یاد ام کر دند
چو غم کو کر دند از خوشتر فاش	عراقی را چہ را بد نام کر دند

دہلوی شہزاد احمد صاحب ناظر

برہ تو دیدہ بد و ختم شدہ عمر و یار نیامدی  
 دل و جان بہ آتش جو تو مگر اے نگار نیامدی  
 ز من بستم زدہ سوے تو شدہ قاصد چنے قاصد  
 بے خبر خزان زد و بخت شرم مگر اے بہار نیامدی  
 تو بگو کہ دست رسم کجا کہ رسم بکوے تو یار من  
 مگر آہ بامہ آہی تو بہ یار یار نیامدی  
 بہ میان باد یہ سدا سے نہ بہ زخم مینہ و مرچ  
 ہر دم حیرت و حنین غمے پھمین زار نیامدی  
 شدہ سا ہما بیت بے وفا کہ کسے نیا از نشان  
 تلاش تربت تا ظرت میر کو ہمار نیامدی

نہ ہے جوشن بہ برنجہ کلف مردانہ می آئی  
 بہ سرگہ سوے من قصدے کنی ترکانہ می آئی  
 بہون آیم برابہ مقدست خالی کنم جارا  
 چولے جان جہاں با جلوہ جانانہ می آئی  
 بہ پا بوسست بقیۃ جاہا از دست میخوارا  
 چو سوے میکدہ با غنرہ مستانہ می آئی  
 بہ ہر دم طرفہ تلبیہ بہر ساعت عجبتانہ  
 گدایانہ سی سکا ہے گہے شانانہ می آئی  
 نبودہ آشنا بہاے نوشین تو یا تلخی  
 کنوں رگفتگو سے تلخ بیاسکانہ می آئی  
 مریض عشق را وجہ مرض سحر تو چہ می باشد



تو خود بر حال او در خانه خصمانه می کنی  
به رنگ تو بهاران سینه است آتش که در ناظر  
سرت گرم چپاس سوسه آتش خانه می کنی

(+)

یار من که ستر یا لطف بے کران باشد	با ستر از تقصیرم یار مهربان باشد
تو به شکستم مردم باز تو به می و رزم	رحمتش نمی دانند این چه وجه آن باشد
ایکه قیل و قال تو شرح دختر نمی	و یک علم و حال تو را ز کن و مکان باشد
دارم این سوال از تو با کمال نادانی	گر چه خامشی و انتم کار عاقلان باشد

هر دمی ز من جویم هر زمان ز تو مقوی  
ناظر که ام آخرا رخ ز عفران باشد

(+)

نرگس که همی بنید بے خود نگرانسته	دیده است نگاه او حیرت نه زانسته
یک محشر متیابی بر دل شد کان برپا <sup>ست</sup>	این فتنه که بر پاشد از چشم تبا <sup>ست</sup>
عجب کمین لے ز ابد من بنده تقدیرم	گر رمد نظر بازم تقدیر چنانسته
این خرقه سالوسم صد عیب پوشد	زیدیکه همی و دزم نادان بگمانسته
آنکس که خبر دارد دهر بطلب خود زود	افسانه که در دهر است از یخیرانسته
این شعر ترسم کی هر لحظه ز نو دارد	زان مولوی شانی گوشا و شهمانسته

هم نغمه رومی ام مانند حزن ناظر  
این پرده که می سخنم زان جان جهانسته

(\*)

ناظر چو به دست بالین دارم دست	حشا که بعد صدق و یقین دارم دست
دست ادمه مطلوب کشیدم بارے	زان روز که مقصود چنین دارم دست

نہان روز کہ صدق در یقین است مرا	نگز از خبان و حور عین است مرا
مردم بطواف کعبہ و رزمہ سفر	آن کبیر و قبلہ با الیہین است مرا

در راہ طلب اہل یقین را دریاب	بجز از سیر مکان کین را دریاب
مگر طالب صافی موشی کے	بجز ز سمہ و با الیہین را دریاب

الْحَمْدُ لِلَّهِ مَنْشَى الْخَلْقِ مِنْ عَدَمٍ  
 ثُمَّ الصَّلَاةُ عَلَى الْمُخْتَارِ فِي الْقَدَمِ  
 مُحَمَّدٍ أَوَّلِ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا  
 عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ  
 وَبِمَنْتَ كُلِّهِ رَكِبَتْ صِدْقٌ وَعَدْلٌ

کو کو کو کو کو کو

## قصیدہ

اجمعت زائر الک یا شختہ الخیف  
 تو قبلہ دعائی و اہل تیار را  
 می بوسم آستانہ قصر حلال تو  
 گریہ پودہ ہائے چشم مرصع ز گوہر ہم  
 رو کردہ اندر حاکم اکناف سوی تو  
 بر روئے عارفان تو مفضل گشتہ است  
 خصر تو سوخت در تب تبیت جو بوی  
 رفت از جہاں کسی کہ تپے پر پے تو  
 تا جنس را چه حد کہ در دلفاق حبیب  
 بنیت عشق موالا را سبب  
 جامی بر آستان تو کا نچا پے سجود  
 بر شاہ رفت ہم تو تقد جان بخت  
 روی امید سوی تو باشد ز طرف  
 در دیدہ اشک عذر ز تقصیر  
 فرشت حرم خبر تو باشد ز ہر شرف  
 تا گیریم ز حادثہ و ہر در کشف  
 ابواب کثرت کنز مفضل حق  
 نا دیدہ از زیانہ قہر ت خور توف  
 لب پر خیر یا استغاثہ لہ پادشہ  
 اورا بود بجانب سوہم خود شغف  
 حاشا کہ جنس گوہر خشن بوی  
 صبح و شام ہر صفای کثرت



السلام است حق تر بود و دریا بود  
 السلام است آنکه تا ازین آرمه نماند  
 السلام است آنکه بکفایت غرضها  
 السلام است آنکه نامدور و مکنان  
 السلام است آنکه بر قرین است یافت  
 السلام است آنکه در شفاعت زنده  
 السلام است آنکه تا بودم درین محنت

السلام است آنکه تا ازین آرمه نماند  
 نور پاکش کس ندانند و دریا بود  
 صد قبل تیغ تو از این گیتی زدود  
 نیز برین بار بجز نور تو در چشم شهود  
 اطلعه اش بر شکر بند ما را از روزیو  
 جز کایه لطف تو خلق نتواند کشود  
 در سرم سودای و در جانم تنها بود

صد است حق تر بودم در این محنت

بکه آید یک عسکر و جوایب سلام

بلغ العلیک السلام

جنتی نصیب

کنف السجی علیها

صلی علی النعمه

و تم حاجی کرمان ماکه اخبار شوکت الاسلام پیریا باز از علی میراد  
 (صدید را با خود کن)



یہ رسالہ

حضرت سیدنا ابوالعلاؒ سے

منسوب رسالہ رازِ فنا کا اُردو

ترجمہ ہے۔ اور یہ کتاب

"سلوکِ قلندری" کا حصہ ہے۔